ادبیات

دردناک مشاہدہ

زیرترتیب کتاب نغیرِ فطرت کا ایک ورق

(از جناب احسان دانش صاحب)

جناب احسان دانش نے جو عہد حاضر میں اُردو شاعری کے ورڈسورتھ ہیں اپنے ایک طویل محبت نامہ کے ساتھ ذیل کی نظم برہان کے لیے بطور ایک "نذرانۂ اخلاص" کے بھیجی ہے۔ ہم اُسے نہایت مسرت کے ساتھ شائع کرتے ہیں اور "دانش واحسان" کے اس ادبی تحفہ پر صمیم قلب سے شکریہ پیش کرتے ہیں۔ (برہان)

(۱)

کل صبح ایک شخص پریشان و مضمحل
پامال روزگار، مسرت سے دُور تر

بیٹھا تھا اک دوراہے پہ غم میں گھرا ہوا
سانسوں میں جاری تھی کھنچی خاک رہگذر

ٹوٹی سی ٹوکری میں سنگھاڑے لیے ہوئے
چلّا رہا تھا "پیسے کے لیجاؤ سیر بھر"

گاہک مگر نہ کوئی بھی آتا تھا اُس کے پاس
حسرت سی اُٹھ رہی تھیں نگاہیں اِدھر اُدھر

(۲)

اتنے میں ایک شخص رجسٹر لیے ہوئے
باشان و باشکوہ و باندازِ کرّو فر

اُس کی طرف بڑھا، تو یہ سمجھا وہ نامُراد
"میری نوائے گرم گئی تا دلِ جگر"

لیکن یہ جب سُنا تو اپنے محصول کرادا" بیٹھا ہے صبح صبح دولہے کو گھیر کر"
مُنہ رہ گیا کھُلا کا کھُلا سانس رُک گیا، اُٹھی نہ جھک کے سوگ میں ڈوبی ہوئی نظر
اُس ششدری کے بعد لرزتی زبان سے کہنے لگا "ہو آپ کا رتبہ بلند تر"
"آیا ہوں جب سے ایک بھی گاہک نہیں نصیب" "میں کیا کروں نہیں مری تقدیر سازگر"
"محصول سی کہاں مجھے انکار کی مجال" "مہلت ہو اس قدر کہ جب آپ آئیں لوٹ کر"
اس التجا پہ طیش محترر کو آگیا ٹھوکر لگائی ایسی بیچارے کے تان کر
نالی میں جا گری وہ سنگھاڑوں کی ٹوکری چپ تھا غریب ضعف سی تھامے ہوئے کمر۔

(۳)

یہ ہے یہاں غریب کا معیارِ زندگی یہ غمزدوں کے حال پہ ہے لطف کی نظر
یہ قدر آدمی کی یہاں آدمی کو ہے شرمائیں جس کو دیکھ کے جنگل کے جانور
یہ خستہ کامیوں کی مدارات الاماں! یہ نامرادیوں پہ عنایات! الحذر!!
یہ فاقہ مستیوں پہ سخاوت کی بارشیں یہ ناتوانیوں پہ کرم ہائے اہلِ زر
یہ زندگی پہ جور و ستم ہائے زندگی یہ خود نمائیاں کہ بشر کا خدا بشر
یہ ملک میں ہے عزتِ باشندگانِ ملک محصول دے سکیں تو کریں زندگی بسر

مذہب غلام، روح غلام، آبرو غلام
آزادیٔ ضمیر نہ آزادیٔ نظر